رسول اللہ کی ذکرِ الٰہی سے دلچسپی

(از مولوی سید اکرم شاہ صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ناظرین میں اِسوقت آپ کی توجہ ایسی ہستی اور ذات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس نے اپنی تمام عمر اپنے معبود حقیقی اور مالک حق کی رضا جوئی اور اس کی عبادت میں گذاری ہے خواہ تنگی ہو خواہ خوشحالی خواہ صحت کی حالت ہو خواہ مرض کی خواہ سفر میں ہو خواہ حضر میں خواہ گھر میں ہو خواہ باہر غرضیکہ کسی حالت میں ہو اُس نے اپنے خالق اور رازق کی رضا طلب کرنے کیلئے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔

نبوت اور ملوکیت جس طرح مادی زندگی اور مادی آرزوں کا منتہائے کمال حکومت اور تخت و تاج ہے اسی طرح روحانی و انسانی زندگی کی معراج اور بلند ترین چوٹی نبوت ہے دنیا میں کسی کی زیادہ سے زیادہ ترقی یہی تو ہے کہ کوئی انسان مراحل ارتقا طے کرکے بادشاہ بن جائے اور بس لیکن روحانیت میں اگر اور مدارج بھی ہیں مثلاً عالم ہونا عابد اور زاہد ہونا متقی ہونا وغیرہ لیکن اس کا سب سے بلند اور ارفع درجہ نبوت ہے، بادی النظر میں ہمیں بادشاہ بڑے باعزت اور باعظمت اور با اقتدار اور بڑے مستغنی معلوم ہوتے ہیں کہ تمام رعایا کی موت و حیات کا فیصلہ اِن کی ایک جنبش لب پر منحصر ہے بادشاہ اس ترقی اور مرتبے پر بڑا ناز اور فخر کیا کرتے ہیں کسی طاقت کو خاطر میں نہیں لاتے۔ یہانتک کہ باری تعالیٰ کی شان پر بھی گستاخانہ الفاظ بول دیا کرتے ہیں اور بعض سرے سے انکار ہی کر دیتے ہیں کہ خدا کیا ہے کچھ نہیں اور اپنے گمان اور اقتدار میں نہ صرف یہ کہ وہ سلطنتوں اور شہروں اور قوموں اور بستیوں کو اجاڑتے رہتے ہیں اور ان سے لڑتے بھڑتے اور مقابلہ کرتے رہتے ہیں بلکہ وہ نبوت سے بھی بارہا ٹکراتے ہیں۔ انبیاء کو قیدوں میں ڈلوایا ہے سولی پر چڑھایا ہے بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈلوایا ہے غرضیکہ اپنی قوت کے مطابق جو کچھ بھی کر سکتے تھے کیا لیکن نبوت سے تصادم اور مقابلے میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ سر نبوت کبھی بھی اِن کے سامنے نہیں جھکا ہاں اِن گدڑی پوشوں کے سامنے حاکم اور حکومتیں سر خم کرتی رہیں۔

غار حرا کی عبادت انھیں ذوق حاصل ہو رہا ہے لذت ملتی ہے اور راحت و سکون نصیب ہوتا ہے تو صرف بندگی میں کہ بندوں کیلئے بندگی ہی زیبا ہے سب کچھ مل گیا کوئی ضرورت اور کوئی ارمان باقی نہ رہا بس اب ایک آقا ہے اور ایک بندہ بندہ رضائے ربانی اور اسکی خوشنودی میں محو و ساعی رہتا ہے اور اس کی عطا و بخشش میں اِس کا سر برابر اور ہر وقت جھکا رہتا ہے اور سر جھکتے ہی چونکہ ایک خاص کیفیت طاری ہوتی جاتی ہے اور ایسے مزے اور لذت میں لطف اندوز ہوتے ہیں کہ جس کے مقابلے میں لذیذ تر شے اور کوئی نہیں ہوتی اسی لئے انبیاء اور اولیاء عبادت کے بہت حریص ہوتے ہیں اور ہر وقت یہی دل چاہتا ہے کہ اپنے محبوب کے آستانہ پر سر رکھے رہیں اور اسی کے ذکر میں مشغول رہیں کسی نے کہا ہے ؎

ذکرك للمشتاق خیر شراب وکل شراب دونہ کسراب

ایک مشہور معروف چیز ہے کہ عاشق کیلئے سنگ درجاناں سے عزیزتر اور بھی کوئی شے ہو سکتی ہے؟ اس کملی والے آقا کی طرف ذرا دیکھئے ابتدائے عشق ہی میں محبت اس قدر بڑھی اور جوش مارا کہ محفلوں، مجلسوں اور زن و فرزندا ور عوام الناس اور خویش و اقربا کی محبت سے بے نیاز اور مستغنی ہو کر گھر کے گوشے ڈھونڈتے پھرتے ہیں تلاش محبوب حقیقی تھی اور اس کی محبت اور سوزش تھی اور اسی سبب سے بیقرار رہتے تھے گھ بھی سکون نہ ملا تو پہاڑ پر تشریف لے گئے پھر غار حرا کی تنہائیوں میں پناہ گزیں ہوئے، یہاں ہی تاج رسالت سے سرفراز کر دیئے گئے اصلاح و عمل کی ذمہ داریاں سپرد ہو گئیں تھا تو سب کچھ مگر راحت قلب اور بھی ظلم ہوتے تھے قہر ٹوٹتے تھے ہر قسم کے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا تھا مگر اُف کیسی؟ شکوہ کیسا؟ کیونکہ (عاشقوں کے مذہب میں جو مصائب اور تکالیف ہوں انپر تو اُف جائز ہی نہیں اگر کرے تو عشق میں فرق آتا ہے) آقا کی رضا اور خوشنودی میں بھی ایک کیف ہوتا ہے وہ دیکھ رہا تھا خوش تھے اور سب کچھ گوارا تھا۔

طاعت و عبادت میں انہماک ظالموں کیلئے بددعا کیونکر کرتے آخر اپنے آقا کے اپنے ہی جیسے بندہ تو تھے وہ مخلوق نوازی سے خوش ہوتا ہے اسلئے مخلوق نوازی میں بڑھ چڑھ کر کوشاں رہتے تھے وہ سب بندوں پر مہربان ہے اس لئے سب سے عدل اور مساوات برتتے تھے اور جب اس سے فراغت اور فرصت ملتی تھی سر آستانۂ محبوب پر رکھ دیتے تھے مکہ میں دن مصائب اور تبلیغ میں گذرتا تھا اور راتیں یاد الٰہی میں سجدے کی حالت میں گذرتی تھیں عبادت الٰہی میں وہ شغف اور وہ انہماک تھا کہ آپ کے جانی دشمن بھی کہہ اٹھتے تھے کہ محمدؐ کو اللہ کا عشق ہو گیا ہے۔ رات کو عبادت میں اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے تھے اور ورم ہو جاتا تھا یعنی عبادت کرنے کی حالت میں اسقدر مناجات باری میں مشغول ہوتے تھے کہ اپنی تکلیف تک بھی محسوس نہ ہوتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو پھر آپ خواہ مخواہ اپنے آپ کو کیوں اتنی تکلیف میں رکھتے ہیں اور کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں سبحان اللہ وہ اللہ کے پیارے۔ جواب ارشاد فرماتے ہیں اے عائشہؓ کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں (بخاری) یہاں تک بس نہیں ذرا غور کیجئے کہ عبادت الٰہی میں کسقدر شغف تھا کہ مرض الموت کی حالت میں دو آدمیوں کے کندھے پکڑ کر مسجد میں آتے ہیں چودہ روز کی علالت میں گیارہ روز تک مسجد میں آتے رہتے ہیں۔ میدان جنگ میں سفر میں حضر میں غرضیکہ ہر حالت میں نماز پڑھتے ہیں آدھی رات ہوئی عبادت کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور عبادت میں مصروف ہو گئے کوئی لمحہ کوئی دقیقہ کوئی شائبہ یاد الٰہی سے خالی نہ گذرتا تھا مصیبت میں راحت میں دن میں رات میں فتح و کامیابی و کامرانی کے موقع پر کسی آن میں خدا کو نہ بھولتے تھے۔